JOURNAL OF WORLD RESEARCHES
(Researches for World Reforms)
https://jwr.bwo.org.pk/index.php/jwr/index jwr.bwo@gmail.com
International "Journal of World Researches" (JWR) Vol. 3, No. 1 (2023)
ISSN Print: 2791-0962 & Online: 2791-0970

THE ROLE OF SELF–SACRIFICE IN THE PEACE OF THE WORLD: *A STUDY OF "KASHF UL MAHJOOB" BY ALI HAJVERI (RA)*

Published online: 30-06-2023

Dr. Rashida Jabeen,
Postdoctoral Fellow,
IRI, IIU, Islamabad

Amin Manzoor
Postdoctoral Fellow,
IRI, IIU, Islamabad

Abstract:

Hadrat Ali bin Uthman Hajveri R.A. is a famous Sufi scholar of Punjab in the 5th century of Hijrah/ 11th century AD. He has many books on Sufism. There is a famous book by Hadrat Ali Hajveri named "KASHF UL MAHJOOB" in the Persian language which was so well received that everyone is aware of it. Just as the teachings of Sufis were useful ten centuries ago, so can these teachings be used today, and through them peace and social cooperation can be created in the society by creating an atmosphere of unity and love. The subject under study was the teachings of "KASHF UL MAHJOOB" for the creation of peace and love in the world in order to obtain guidance from them.

Keywords:
Sufis Self – Sacrifice, Peace of World, Kashf ul Mahjoob, Selfishness, thought of Sufis

ابتدائیہ:

پنجاب میں پانچویں صدی ھجری کے مشہور صوفی بزرگ حضرت علی ھجویریؒ ہیں۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں مگر کشف المحجوب مقبولِ خاص وعام ہے۔ دیگر صوفیاء کی طرح انہوں نے بھی اسلام کی تبلیغ وترویج میں بہترین کردار ادا کیا اور اسلام کا جو امن ومحبت والا اور ہمدردی والا پیغام ہے اسے عام کرنے کی خوب کوشش کی۔ جس طرح ان کی تعلیمات پانچویں صدی میں فائدہ مند تھیں آج بھی ان کی تعلیمات سے اسی طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ عصرِ حاضر کے جتنے بھی مسائل ہیں صوفیاء کی تعلیمات سے ان کو حل کیا جاسکتا ہے۔ بالخصوص آج کل جو نفرت، تعصب اور انتشار کی فضا ہے اسے حضرت علی ھجویریؒ کی کتاب کشف المحجوب کی تعلیمات کی روشنی میں ختم کیا جاسکتا ہے اور ان کے محبت اور امن والے پیغام کو عام کیا جاسکتا ہے۔

زیرِ نظر موضوع میں حضرت علی ھجویریؒ کی فکر میں سے جذبہء ایثار کا مطالعہ کیا گیا ہے جس سے معاشرے میں محبت کی فضا قائم ہوسکتی ہے۔ ایثار وقربانی کا جذبہ ایسا ہے کہ اس سے ہر قسم کی نفرت، تعصب اور انتشار کو ختم کرکے دنیا میں امن ومحبت کو غالب کیا جاسکتا ہے۔ آج بھی اسی چیز کی ضرورت ہے کہ صوفیاء کے اس ایثار کے پیغام کو عام کرکے اس پر عمل کیا جائے تاکہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکے اور حضرت انسان دنیا میں پیار ومحبت اور باہمی تعاون کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ حضرت علی ھجویریؒ نے کشف المحجوب میں ایثار وقربانی کے موضوع پر مفصل بات کی ہے قرآن وسنت اور صوفیاء کے اقوال وحکایات کو بیان کیا تاکہ سالک وطالب کے دل میں ایثار کا جذبہ پیدا ہوجائے اور اس کی اہمیت سے واقف ہوجائے۔

جذبہ ایثار قرآن کریم کی روشنی میں:

حضرت علی ھجویریؒ کہتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(القرآن،الحشر،9)

علامہ طبری اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں: "وقوله: (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ) يقول تعالى ذكره: وهو يصف الأنصار الذين تبوّءوا الدار والإيمان من قبل المهاجرين (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ) يقول: ويعطون المهاجرين أموالهم إيثارًا لهم بها على أنفسهم، (وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) يقول: ولو كان بهم حاجة وفاقة إلى ما آثروا به من أموالهم على أنفسهم،(الطبري،، 1420: 24)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اپنے قول "(وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ) " میں ان انصار کا وصف بیان فرماتا ہے مہاجرین سے پہلے جنھوں نے ایمان اور گھر میں ٹھکانا دیا۔ (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ) میں فرماتا ہے: اور وہ اپنے اموال مہاجرین کو دیتے اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے ہوئے،(وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) میں فرماتا ہے کہ اس مال کی طرف اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ان انصار کی تعریف بیان کی گئی ہے جنہوں نے مہاجرین کو اپنے دل وجان سے خوش آمدید کہا اور ان کی ہر طرح مدد کی اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ انصار صحابہ کرام نے مہاجرین کی اس طرح مدد اور خدمت کی کہ وہ آپس میں شیر وشکر ہوگئے اور معاشرتی انتشار اور نفرتوں سے بچ گئے۔اس طرح ان کا معاشرہ محبت واخوت اور امن کی مثال بن گیا۔

اس کے بعد امام طبری علماء کی اس آیت کے بارے میں دوسری رائے بیان کرتے ہوئے روایت نقل کرتے ہیں کہ: (عن أبي هريرة، قال: جاء رجل إلى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ليضيفه، فلم يكن عنده ما يضيفه، فقال: "ألا رجل يضيف هذا رحمه الله؟ " فقام رجل من الأنصار يقال له أبو طلحة، فانطلق به إلى رحله، فقال لامرأته: أكرمي ضيف رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نومي الصبية، وأطفئي المصباح وأريه بأنك تأكلين معه، واتركيه لضيف رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ففعلت فنزلت (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (مصدرِ سابق،23/259)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس مہمان بننے کیلئے آیا مگر آپ ﷺ کے پاس کچھ کھانے کا نہیں تھا جس سے اس کی مہمان نوازی کرتے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ہے جو اس کی مہمان نوازیز کرے اللہ اس پر رحم کرے گا؟ تو انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوگیا جسے ابوطلحہ کہا جاتا تھا، وہ اس (مہمان) کو اپنے گھر کی طرف لے گیا، اور اپنی گھر والی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کا اکرام کر بچوں کو سُلادو، اور چراغ بُجھادے اور اس کو ایسے دکھا کہ تو بھی اس کے ساتھ کھا رہی ہے، لیکن کھانا رسول اللہ ﷺ کے مہمان

کے باوجود دوسروں کو عطا کرنا، ساتھ ساتھ درگزر کرنا، نیکی کی دعوت جاری رکھنا اور جاہلوں سے منہ موڑنا یہ سب ایثار کہلاتا ہے۔

اقسامِ ایثار حضرت ہجویریؒ کی نظر میں:

حضرت علی ہجویری کے نزدیک ایثار کی دو قسمیں ہیں: ایک صحبت میں ایثار، اور دوسری محبت میں ایثار

صحبت میں ایثار:

صحبت میں ایثار یہ ہے کہ انسان دوسروں کی مدد اور اعانت کرتا رہے اپنی ضرورت وحاجت کے باوجود اور درگزر اور نیکی کی دعوت کے ساتھ بھی مسلسل جُڑا رہے۔

محبت میں ایثار:

محبت میں ایثار یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ایثار میں غم واندوہ برداشت کرے اور پھر راحت ہی راحت حاصل کرلے۔

جذبہءِ ایثار اور حکایاتِ صوفیاء:

حضرت علی ہجویریؒ ایثار کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "غلام الخلیل نے حضرت ابوالحسن نوریؒ سے اپنی عداوت ظاہر کی اور ہر قسم کی خصومت اس سے ظاہر ہوگئی تو حضرت نوریؒ، رقامؒ اور حضرت ابو حمزہؒ کو حکومت نے گرفتار کرلیا اور دارالخلافت لے گئے۔ غلام الخلیل بکنے لگا کہ یہ قومِ زنادقہ سے ہیں، اگر امیر المؤمنین ان کے قتل کا حکم صادر فرمائیں تو زندیقوں کی جڑ کا پتہ چل جائے گا، اس لیئے کہ یہ سرکردہ زنادقہ ہیں اور جس کے ہاتھ سے یہ امرِ خیر صادر ہوجائے اس کی حکومت وعزت کا میں ضامن ہوں۔ خلیفہ نے اسی وقت ان مشائخ کے قتل کا حکم دیدیا، جلاد آگیا اور ان مردانِ خدا کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔ جلاد نے بموجبِ حکم حضرت رقامؒ کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت نوریؒ اٹھے اور بڑے سرور سے رقامؒ کی جگہ پر بیٹھ گئے، لوگوں کو تعجب ہوا، جلادوں نے کہا: اے جوانمرد! کیا تلوار بھی ایسی چیز ہے کہ اس سے اس قدر رغبت ہو جس رغبت سے تم آئے ہو حالانکہ تمہاری باری نہیں آئی۔ آپؒ نے جواب دیا: ہاں ہمارے لیئے تلوار بھی ایسی چیز ہے کہ میرے طریقِ ایثار کے ماتحت وہ مجھے مرغوب ہو اس لیئے کیلئے چھوڑ دے، چنانچہ اس (عورت) نے ایسے ہی کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ)۔

اس آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فقراءِ صحابہ کرام کی شان میں نازل ہوئی (ہجویری، کشف المحجوب، ص: 346)۔

حقیقتِ ایثار:

حضرت علی ہجویریؒ کہتے ہیں کہ حقیقتِ ایثار یہ ہے کہ صحبتِ حق میں اپنے پیشوا اور مالک کا حق ملحوظ رکھے اور اپنے حصہ میں سے اس کا حصہ ضرور نکالے۔ خود تکلیف برداشت کرے مگر اپنے پیشوا اور صاحب کی راحت کا خیال رکھے (نفسِ مصدر)۔

یعنی اپنے مالک کی رضا کی خاطر اس کی مخلوق پر ایثار کرنا چاہیئے، اپنی ضرورت کے باوجود خلقِ خُدا کو دینا چاہیئے اور اپنے مال وغیرہ سے اللہ کی مخلوق پر ضرور خرچ کرنا چاہیئے۔ یہی ایثار ہے اور اس سے معاشرے میں بدامنی اور انتشار کی گنجائش نہیں رہتی۔ محبت اور امن کی فضا اگر پیدا کرنی ہے تو جذبہ ایثار اس کیلئے بہت مفید ہے۔ حضرت ہجویریؒ کہتے ہیں کہ: "لأن الإيثار القيام بمعاونة الأغيار مع استعمال ما أمره الجبار لرسوله المختار قا ل الله تعالى خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين" (نفسِ مصدر)

"اس لیئے کہ ایثار نام ہے امداد واعانتِ اغیار پر قائم رہنے کا، معہ اس حکم کی پیروی کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو دیا اور فرمایا درگزر فرمانا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم فرماؤ اور جاہلوں سے اعراض کرو"

یعنی ایثار کی حقیقت حضرت ہجویری کے نزدیک یہ ہے کہ ہمیشہ انسان اغیار کی مدد اور خدمت کرتا رہے اگرچہ حالات کسی طرح بھی ہوں دوسروں کی امداد ضرور کرتا رہے۔ اس میں وہ آیتِ قرآنیہ کا حوالہ دیکر مزید ایثار کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صرف مدد کرنا ہی ایثار نہیں بلکہ دوسروں کی دی ہوئی تکلیفوں کو بھی برداشت کرکے درگزر کرنا اور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور جاہلوں سے اعراض کرنا ایثار ہے۔ یعنی اپنی ضرورت

اور وہاں جانے کو بہت بڑی آزمائش سمجھتے تھے۔حضرت علی ہجویریؒ نے جذبہ ءِ ایثار کی اہمیت کو پہلے قرآنی آیت سے واضح کیا پھر سنت سے اور پھر حکایاتِ صوفیاءسے تاکہ ایثار کی اہمیت قاری کے ذہن نشین ہو جائے اور وہ اسے اپنانے پہ تیار ہو جائے۔اس سلسلے میں وہ ایک اور حکایت بیان کرتے ہیں:

"حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ ایک دن ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مچھلی کھانے کی خواہش کی ، بہت کوشش کے بعد وہ مجھے ملی تو میں نے ان کے سامنے حاضر کی، اتنے میں باہر سے سائل نے آواز دی تو ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مچھلی سائل کو دیدی، میرے استفسار پر کہ مچھلی بڑی کوشش کے بعد ملی سائل کو کچھ اور دیدیتے مچھلی خود تناول فرمالیتے۔انہوں نے جواب دیا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کی وجہ سے مچھلی کو سائل پر ایثار کر دیا، وہ حدیث یہ ہے: "ایما امرئ یشتھي شھوۃ فرد شھوتہ وآثر الآخرۃ علی نفسہ غفر للہ" (کشف المجوب، ص:351) یعنی جس شخص کو کوئی چیز اچھی لگے اور وہ اسے رد کر دے اور اپنی خواہش پر آخرت کو ترجیح دے تو اس کے گناہ معاف کیئے جاتے ہیں۔

اس حکایت کے علاوہ بھی دیگر کئی حکایات ایثار کے جذبے کو ابھارنے کیلئے کشف المحجوب میں مذکور ہیں جن کو پڑھ کر یہ سمجھنا آسان ہے کہ صوفیاء کرام نے کس طرح قربانی، ایثار اور دوسروں کی خدمت کر کے معاشرے میں محبت، بھائی چارے اور امن کی فضا پیدا کی۔

نتائج تحقیق:

تحقیق کے بعد جو نتائج سامنے آئے وہ درج ذیل ہیں:

دیگر صوفیاء کی طرح حضرت علی ہجویری نے بھی معاشرے میں امن کی فضا قائم کرنے کی کوشش کی۔کشف المحجوب میں معاشرتی محاسن قرآن وسنت اور حکایاتِ صوفیاء کی روشنی میں بیان کیئے گئے۔جذبہ ایثار وقربانی کو کشف المحجوب میں آسان اسلوب میں بیان کیا گیا۔ہر خاص وعام کشف المحجوب کا مطالعہ کر کے اس سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔کشف المحجوب کا مطالعہ کرکے معاشرتی بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔

کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز چیز زندگی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ چند سانس ان بھائیوں پر ایثار کر دوں اس لیئے کہ دنیا کا ایک سانس آخرت کے ہزار سال سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ دنیا سرائے خدمت ہے اور آخرت مقامِ قربت، تو مقامِ قربت میں یہ خدمت نہیں کی جاسکتی۔جلاد نے یہ سب باتیں خلیفہ کو پہنچادیں، خلیفہ نے اتنے بلند حوصلہ اور رقت سخن پر سخت تعجب کا اظہار کیا، المختصر: قاضی القضاۃ نے چند سوالات کیئے مگر وہ بزرگ شریعت کی اتباع میں پورے نکلے، قاضی شرمسار ہوا، حضرت نوریؒ نے قاضی کو کہا کہ جو سوالات پوچھنے کے تھے وہ تو نے پوچھے ہی نہیں، فإن للہ عبادا یاکلون باللہ ویشربون باللہ ویجلسون باللہ ویقولون باللہ" اللہ کے بندوں کی ایسی جماعت بھی ہے کہ ان کا کھانا اللہ کیلئے اور پینا اللہ کے واسطے اور بولنا اللہ کیلئے ہے، قاضی القضاۃ نے خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ اگر یہ زنادقہ ہیں تو بخدا دنیا میں کوئی موحد موجود بھی نہیں۔خلیفہ نے اپنے دربار میں بلوا کر معذرت کی اور ان سے ان کی خواہش کے بارے میں پوچھا ، حضرت نوریؒ نے فرمایا کہ ہماری خواہش یہ ہے تو ہمیں بھول جا کیونکہ تیری دربار میں مقبولیت کو ہم اپنی مردودیت سمجھتے ہیں، خلیفہ بہت متاثر ہوا اور انہیں رخصت کیا"(مصدرِ سابق، ص:347،348)

حضرت ہجویری نے جذبہ ءِایثار کی اہمیت بتانے کی غرض سے یہ حکایت بیان کی کہ جس میں دوسروں کی زندگی بچانے کیلئے اللہ والے اپنی زندگی قربان کر دینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے اور ایثار وقربانی کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں۔اس حکایت میں دوسرا سبق یہ ہے کہ بادشاہوں کے دربار میں مقبول ہونا اللہ کے دربار سے مردود ہونے کے مترادف ہے۔ترمذی کی ایک روایت بھی ہے کہ:عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ سَكَنَ البَادِيَةَ جَفَا، وَمَنْ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ ، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتَتَنَ» (الترمذي، رقم الحديث:2256،)

ترجمہ: جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی جفاکشی کی، جو شکار کے پیچھے گیا وہ غفلت میں پڑ گیا اور جو بادشاہ کے دروازوں پہ آیا وہ فتنوں میں پڑا۔

صوفیاء کی یہی تعلیم رہی کہ وہ سلاطین کے درباروں سے پرہیز کرتے تھے

References

القرآن،الحشر،9.

الطبري، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر (المتوفى:310ه-)، جامع البيان في تأويل القرآن، 23/258، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420 ه- - 2000 م، عدد الأجزاء: 24، المحقق: أحمد محمد شاكر۔

مصدرِ سابق،23/259۔

ہجویری، علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، ص:346۔

نفسِ مصدر۔

نفسِ مصدر۔

مصدرِ سابق، ص:347،348۔

الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279ه-) سنن الترمذي، ابواب الفتن، 4/533، رقم الحديث:2256، أحمد محمد شاكر (ج- 1، 2) ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج- 3)، وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (ج- 4، 5)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي– مصر، الطبعة: الثانية، 1395ه- - 1975 م،عدد الأجزاء: 5 أجزاء۔

امام دار قطنی اور ابو نعیم نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا۔

کشف المحجوب، ص:351۔